تفسیر احمد

سُورَةُ الْهُمَزَةِ

Ketabton.com

جزء - 30

سوره «الہمزۃ» کا تفسیر و ترجمہ

تصنیف: امین الدین « سعیدي - سعید افغانی»

(c) ketabton.com: The Digital Library

بسم الله الرحمن الرحیم

سورة الهمزة

جزء (30)

یه سوره مکه میں نازل هوئی، اس کی "9 " آیتیں هیں

وجه تسمیه:

اس سورت کا نام "همزه" هے، کیونکه الله عزوجل نے اس کا آغاز آیت : "وَيۡلٞ لِّكُلِّ هُمَزَةٖ لُّمَزَةٍ" سے کیا هے، یه سوره بعد از سورةالقیامة نازل هوئی هے، "همزه" وه شخص هے جو لوگو ں کی غیبت کرتاہے اور لوگوں کے عیب نکالتاهے، اور انهیں قول ، فعل یا اشاروں سے طعنے دیتاهے .

سوره همزه کا سورة العصر سے ربط ومناسبت

سوره "والعصر" میں نوع انسانی کے بارے بات کی گئی هے، جس کے بارے میں الله تعالی فرماتے هیں: که انسان خسارے اور هلاکت میں هے، جبکه یه سورت خسارے میں رهنے والے اور دولت اکهٹی کرنے والے انسان کے حالات جو دین سے بے خبر هے کے بارے میں بیان کرتی هے .

سوره "همزه" کی آیات ، الفاظ اور حروف کی تعداد

سوره "همزه" مکی سورتوں میں سے ایک هے، اس میں ایک (1) رکوع، نو (9) آیات، تینتیس (33) الفاظ ، ایک سو پینتیس (135) حروف اور چهیالیس (46) نقطے هیں .

(قرآن کی سورتوں کےحروف کی تعداد میں علماء کی آراءمختلف ہیں، اس بحث کی تفصیل کے لیے تفسیر احمد سورة الطور ملاحظه کریں)

سوره هُمزه کا سبب نزول

عالم اسلام کے مشهور محدث ابن أبی حاتم نے عثمان بن عمر سے روایت کیا هے : هم نے همیشه یه سناکه آیت : «وَيۡلٞ لِّكُلِّ هُمَزَةٖ لُّمَزَةٍ » أبی بن خلف کے بارے میں نازل هوئی هے، سدی سے روایت هے که: یه آیت اخنس بن شریق کے بارے میں نازل ہوئی ہے.

اخنس بن شریق بن عمرو ثقفی مکه کے بزرگوں اور با اثر لوگوں میں سے تهے، مگر اس نے مکّه میں اور هجرت سے پهلے پیغمبر صلی الله علیه وسلم کے خلاف بهت زیاده پرتشدد کا روائیاں نهیں کیں، اخنس قریش کے ان سرداروں میں شامل تها ، جو ابوطالب کے پاس گئے تهے اور ان کے ذریعه

(c) ketabton.com: The Digital Library

رسول الله صلی الله علیه وسلم کو پیغام دیا تھا، اس موقع پر اخنس نے کہا: ھمیں اورھمارے معبودوں کو چھوڑدو، ھم بھی تجھے او رتیرے معبود کو چھوڑ دیں گے".

اخنس هجرت کے بعد اور جنگ بدر میں اپنے اموال کو مسلمانوں سے چھڑانے کے لیے جنگ سے دست بردار ھوا، بعض قبائل نے بھی اس کی پیروی کی، البتہ جنگ احد میں وہ کفار کے لشکر میں شامل تھا، اس کا بیٹا بھی اسی جنگ میں ماراگیاتھا، بالآخر اخنس فتح مکه کے موقع پر مسلمان ھوگیا اور "مؤلفة القلوب" میں سے قرار پایا، یہاں تک کہ حنین کی جنگ میں بھی مسلمانوں کے ساتھ شریک ھوگئے، حضرت عمر رضی الله عنه کی خلافت کے ابتدائی سالوں میں اخنس کا انتقال ھوگیا (بلاذری ، احمد بن یحی نساب الأشراف وتحقیق ، زکار، سھیل، زرکلی ، ریاض :ج - 1، ص: 231 ، دارالفکر بیروت، چاپ اول ، 1417 ق).

ابن جریرنے اھل رقه کے ایک شخص سے روایت کیا ھے کہ یہ آیت جمیل بن عامرجمحی کے بارے میں نازل ھوئی ھے، ابن منذر نے بیان کیا کہ امیه بن خلف جب بھی رسول الله صلی الله علیه وسلم کودیکھتا تو آپ صلی الله علیه وسلم کو طعنہ دیتا، او رآپ کا مذاق اڑاتا، تو پھر "وَيۡلٌ لِّكُلِّ هُمَزَةٍ لُّمَزَةٍ ۝" آخر تک نازل ھوئی۔

تفسیر البحر المحیط کے مفسر ابوحیان الأندلسی لکھتے ھیں که : یه سورت درج ذیل لوگوں میں سے کسی ایک کے بارے میں نازل ھوئی ھوگی: أخنس بن شریق، عاص بن وائل ، جمیل بن معمر، ولید بن مغیره، امیه بن خلف، اس میں شک نهیں ھے که یه سورت ان سب کے لیے ہےجن میں یہ اوصاف ھوں، عام ھے .

سوره همزه کی تمهید

اس سوره مبارکه میں تین سنگین گناھوں کے لیے سخت سزا کی وعید بیان کی گئی ہے، پھر اس سزا کی شدت بیان کی گئی ھے، وہ تین گناہ یه ھیں: "همز، لمز اور مال اکھٹا کرنا" همزهاورلمزه " متعدد معانی کے لیے استعمال هوئے ھیں، جو اکثر مفسرین نے بیان کیے ہیں ، مثلاً: "همزه" کا معنی غیبت ھے، یعنی کسی کے پیٹھ پیچھے عیب بیان کرنا، او ر "لمزہ" کا معنی کسی کو اس کے سامنے لعن طعن کرنا، یه دونوں کبیره گناه ھیں، غیبت کا گناه قرآن کریم اور احادیث نبوی ﷺ میں متعدد بار بیان کیاگیا ھے، اس کی وجه یه ھوسکتی ھے که اس میں ملوث ھونے میں کوئی رکاوٹ نھیں، اس

(c) ketabton.com: The Digital Library

لیے گناہ بتدریج بڑھتا اور بڑھتا جاتاہے، اس کے برعکس آمنے سامنے گفتگو ہو تو دوسرا فریق دفاع کے لیے تیار ہوتاھے، لهذا گناہ میں بڑھوتری نهیں ہوتی، اس کے علاوہ کسی کے عیب کو اس کے پیٹھ پیچھے بیان کرنا بهت بڑا ظلم ھے، کیونکه اسے یه سمجھ نهیں آتا که اس پر کونسے الزامات لگائے جارھے ھیں، تاکه وہ اپنا دفاع کرسکے، دوسری طرف "لمز" سخت ترھے، کسی کو اس کے سامنے لعن طعن کرنا اور ایذا رسانی بهت سخت ھے، اس لیے اس کا عذاب بهی سخت ھے، رسول الله صلی الله علیه وسلم نے فرمایاکه: "شرار عباد الله تعالی المشاءون بالنميمة المفرقون بين الأحبة الباغون البراء العنت" الله کے بدترین بندے وہ ھیں جو چغل خوری کرتے ھیں، او ردوستوں میں پهوٹ ڈالتے ھیں، اور بے گناهوں کے عیب کی تلاش میں رهتے ھیں، تیسری خصوصیت جس پر اس صورت میں عذاب کی وعید بیان کی گئی ھے، وہ مال کی حرص اور اس سے محبت ھے، اس کی تشریح الله تعالی نے آیت کریمه میں اس طرح فرمائی ھے که: مال کی حرص اور اس سے محبت کے نتیجے میں وہ اسے باربار شمار کرتاھے، یه بات قابل توجه ھے که شرعی نصوص کے مطابق مال جمع کرنا قطعًا ناجائز اور گناہ نهیں ھے، یهاں اس مال کو جمع کرنے کی مذمت ھے جس کے واجب حقوق ادا نه کیے جاتے ہوں، یا مال جمع کرنے کا مقصد تکبر او رفخر ہو، یا اس کی محبت میں انسان ایسا غرق ہوجائے کی انسانی تقاضوں کو نظر انداز کرے۔

سوره هُمزه کے دروس اور عبرتیں

1 - یه سورت بعث (مرنے کے بعد اٹهنا) کا عقیده اور سزا بیان کرتی ھے۔

2 - اس سورت میں غیبت اور عیب تلا ش کرنے سے بچنے اور دور رهنے کی تاکید کی گئی ھے۔

3 - اس سورت میں ھر غیبت کرنے والے ، ملامت کرنے والے اور بخیل کے لیے عذاب جهنم کی سختی بیان کی گئی ھے۔

سوره همزه کے مشتملات اور فضیلت

اس سورت میں ان لوگوں کے بارے میں بحث کی گئی ھے: جواپنی تمام تر طاقت مال جمع کرنے میں صرف کرتے ھیں، وہ نه صرف اپنی تمام کوششیں دولت کی محبت میں لگاتے ھیں ، بلکه انسان میں موجود تمام قدروں کو اس میں فنا کرتے ھیں، پهر وہ تنگ دستوں کو حقارت کی نظر سے دیکهتے ھیں، اور ان کا مذاق اڑاتے ھیں، اس سورت کے آخر میں وہ ان کے دردناک انجام کے بارے میں بتاتی ھے که کس طرح انهیں

(c) ketabton.com: The Digital Library

ذلت آمیز طریقے سے جهنم میں ڈالاجائےگا ، اور جهنم کی جلتی هوئی آگ سب سے پهلے ان کی دلوں پر چڑھ جائے گی اور ان کی روح اور جان کو جلادے گی ۔

سوره همزه کے اهم پیغامات

1 - دولت جمع کرنے کے نقصانات میں سے ایک نقصان دوسروں کی تذلیل هے، "همزةلمزة...جمع مالاً وعدّدة" .

2 - اخلاقی مسائل دین کا حصه هیں، ایک مؤمن انسان کو چاهیے که اپنی آنکھوں اور زبان پر قابو رکھے ۔

3 - همیں اس بات کا خیال رکھنا چاهیے کہ کهیں هم دنیاوی مال اور دنیاوی عهدوں کے دھوکے میں نه آئیں اور غرورنه کریں، "يَحۡسَبُ اَنَّ مَالَهٗۤ اَخۡلَدَهٗ"

4 - وه لوگ مال خرچ کرنے کے بجائے ، دولت جمع کرنے اور ذخیره اندوزی کی سوچ میں هیں، قیامت کے کچلنے والے عذاب کے منتظر هیں، "جَمَعَ مَالًا وَّعَدَّدَهٗ...لَيُنۡۢبَذَنَّ فِى الۡحُطَمَةِ"

5 - زبان کی چوٹ اور طعنه دینا کبیره گناهوں میں سے هے، کیونکه اس کے بارے میں عذاب کی وعیدهے۔

6 - خدا جو آگ بھڑکا تاهے وه نه صرف جسم بلکه مجرموں کی روح اور دل میں بھی داخل هوتی هے "نَارُ اللّٰهِ الۡمُوۡقَدَةُ ‏. الَّتِىۡ تَطَّلِعُ عَلَى الۡاَفۡـِٕدَةِ"-

7 - انسانی ذهن جهنم اورجنت کے حقائق کو سمجھنے سے قاصر هے "وَمَاۤ اَدۡرٰٮكَ مَا الۡحُطَمَةُ" -

8 - آگ کے لمبے ستون، جهنم والوں کے لیے فرار کا راسته بند کردیں گے :"اِنَّهَا عَلَيۡهِمۡ مُّؤۡصَدَةٌ" فِىۡ عَمَدٍ مُّمَدَّدَةٍ" -

مشکل الفاظ اور اصطلاحات کی تشریح

"ویلٌ" ، واویلا ! شرم اور سخت عذاب، رسوائی اور مصائب، تباهی، ندامت اور پریشانی کی علامت۔

"لِّكُلِّ هُمَزَةٍ لُّمَزَةِۙ" همزة: غیبت کرنے والا، تهمت لگانے والا، بد زبان، عیب تلاش کرنے والا، (قلم:11 ، همّاز) "لمز" وه شخص جو عام طور پر لوگوں کو نیچا دکھانے کے لیے ان کے عیب تلاش کرتاهے، عیب جو، (حجرات: 11) ۔

(c) ketabton.com: The Digital Library

"همزہولمز" معنی کے لحاظ سے دومترادف الفاظ کی طرح هیں، "لمزة" چھپکے سے عیب تلاش کرنا، اور آنکھ، بھویں اور سر کے اشارے سے اظہار کرنا، ابن عباس رضی کہتے ہیں: "همزة" غیبت کرنے والا، اور "لمزة" نیچادکھانے والا اور طعنه دینے والا، (پیٹھ پیچھے یا سامنے) "مالاً" مال و دولت کی فراوانی ، "عدّده" کئی مرتبه اس دولت کا حساب لگایا اور شمار کیا، کیونکه اس کے گننے سے وہ لطف اندوز ہوتا ہے ۔

"اَخۡلَدَهٗ" اسے همیشه رکھنے والا هے، اسے همیشگی عطاکی هے، "لَيُنۡۢبَذَنَّ " (نبذ) لازمًا گرادیاجائے گا، بیشک اسے پھینکا جائے گا، "مَا الۡحُطَمَةُ" زیاده کچلنے والا، جهنم ، پیٹو شخص کو حطمه کهتے هیں ، کیونکه اس کے پیٹ کوجهنم سے تشبیه دی گئی هے ۔

"الۡمُوۡقَدَةُ" : (وقد) شعلہ ور ہونا ، " تَطَّلِعُ " : قابو پاتی ہے ، اور غلبہ حاصل کرتی ہے ، گھیرتی ہے ، چڑھ جاتی ہے ۔

"الۡاَفۡـِٕدَةِ" : فواد کی جمع ، دل ، "مُّؤۡصَدَةٌ " (وصد) سر ڈھکا ہوا ہمہ گیر ، مسلط اور غالب ، بغیر کھڑکی کے مکمل بند، (بلد : ۲۰) عمد : جمع عماد : ستون ، "مُّمَدَّدَةٍ" لمبے اور پھیلے ہوئے (فرقان)۔

سورت کا مختصر مفہوم

اس سورت میں الله تعالی نے ہر غیبت کرنے والے کو جہنم میں لیجانے کا وعدہ کیا ہے، چنانچہ اس سوره میں اس نے غیبت کرنے والے عیب تلاش کرنے والے کی ایک خصوصیت بیان کی ہے جو کہ مال جمع کرتا اور اسے گنتا ہے ، جبکہ اسے بھلائی اور رحمت کی راہ میں خرچ کرنے میں کوئی دلچسپی نہیں رکھتا، اور وہ یہ سمجھتا ہے کہ اس کا مال اس کی مدد کرے گا، یہ دنیا میں ہمیشہ رہے گا اور کبھی نہیں مرے گا ، اس کے نتیجے میں وہ زیادہ جائیداد حاصل کرنے کی کوشش کرتا ہے ، یہاں تک کہ وہ اس نتیجے پر پہنچ جاتا ہے کہ اس کی لمبی عمر کی وجہ زیادہ جائیداد اور سرمایہ ہے ، جب کہ وہ نہیں جانتا کہ یہ حرص ہے جو زندگی کو گھٹا دیتا ہے اور دنیا اور آخرت کی تباہی کا سبب بنتا ہے ، جبکہ اس کے بر عکس سخاوت اور خرچ کرنا زندگی طویل کردیتا ہے ، پھر الله تعالی فرماتا ہے : "كَلَّا لَيُنۡۢبَذَنَّ فِى الۡحُطَمَةِ"اسے بڑا دکھا نے کے لیے اور خوف و دهشت پیدا کرنے کے لیے ، " حطمه " کی تصریح میں فرماتے ہیں ، " نَارُ اللّٰهِ الۡمُوۡقَدَةُ " وہ آگ

(c) ketabton.com: The Digital Library

جس کا ایندھن انسان اور پتھر ہیں ، اور زیادہ شدید ہونے کی وجہ سے: " تَطَّلِعُ عَلَى الْأَفْـِٔدَةِ" وہ جسم سے دل میں داخل ہوجاتی ہے ، اس شدید حرارت کے با وجود وہ اس میں قید ہوں گے اور باہر جانے سے نا امیدہوں گے ، اسی لیے اس آیت کے بعد کہتا ہے : " إِنَّهَا عَلَيْهِم مُّؤْصَدَةٌ " وہ آگ ان پر بند کی گئی ہے ، " فِي عَمَدٍ " انہیں دروازوں کے پیچھے گھسیٹا گیا ہے ، اس لیے وہ اس سے باہر نہیں نکل سکتے ، اللہ قرآن عظیم کی ایک اور آیت میں فرماتا ہے: " جب بھی وہ غم کی وجہ سے وہاں سے نکلنا چاہیں گے ، انہیں اس کی طرف لوٹا یا جائے گا " سورہ حج : ۲۲) كُلَّمَآ أَرَادُوٓا أَن يَخْرُجُوا مِنْهَا مِنْ غَمٍّ أُعِيدُوا فِيهَا ۝"-

(c) ketabton.com: The Digital Library

بِسۡمِ اللّٰهِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِيۡمِ

سُوۡرَةُ الۡهُمَزَة

وَيۡلٌ لِّكُلِّ هُمَزَةٍ لُّمَزَةِۨ ○١ الَّذِىۡ جَمَعَ مَالًا وَّعَدَّدَهٗ ○٢ يَحۡسَبُ اَنَّ مَالَهٗۤ اَخۡلَدَهٗ ○٣ كَلَّا لَيُنۡۢبَذَنَّ فِى
الۡحُطَمَةِ ○٤ وَمَاۤ اَدۡرٰٮكَ مَا الۡحُطَمَةُ ○٥ نَارُ اللّٰهِ الۡمُوۡقَدَةُ ○٦ الَّتِىۡ تَطَّلِعُ عَلَى الۡاَفۡـِٕدَةِ ○٧ اِنَّهَا عَلَيۡهِمۡ
مُّؤۡصَدَةٌ ○٨ فِىۡ عَمَدٍ مُّمَدَّدَةٍ ○٩

سورت کا ترجمہ

بِسۡمِ اللّٰهِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِيۡمِ	شروع کرتاھوں الله کے نام سے جوبڑا مهربان نہایت رحم والاھے
وَيۡلٌ لِّكُلِّ هُمَزَةٍ لُّمَزَةِۨ ○١	بڑی ہلاکت ہے ہر بہت طعنہ دینے والے، بہت عیب لگانے والے کے لیے
الَّذِىۡ جَمَعَ مَالًا وَّعَدَّدَهٗ ○٢	جس نے مال جمع کیا اور گن گن کر رکھا
يَحۡسَبُ اَنَّ مَالَهٗۤ اَخۡلَدَهٗ ○٣	وہ سمجھتاہے کہ ا س کا مال اسے ہمیشہ رکھے گا
كَلَّا لَيُنۡۢبَذَنَّ فِى الۡحُطَمَةِ ○٤	ہر گز نہیں، یقینا وہ ضرور حطمہ میں پھینکا جائے گا
وَمَاۤ اَدۡرٰٮكَ مَا الۡحُطَمَةُ ○٥	اور تجھے کس چیز نے معلوم کرایا کہ وہ حطمہ کیا ہے ؟
نَارُ اللّٰهِ الۡمُوۡقَدَةُ ○٦	الله کی بھڑکائی ہوئی آگ ہے
الَّتِىۡ تَطَّلِعُ عَلَى الۡاَفۡـِٕدَةِ ○٧	جو دلوں پر چڑھتی ہے
اِنَّهَا عَلَيۡهِمۡ مُّؤۡصَدَةٌ ○٨	یقینا وہ ان پر (ہرطرف سے) بند کی ہوئی ہے
فِىۡ عَمَدٍ مُّمَدَّدَةٍ ○٩	لمبے لمبے ستونون میں

سورت کی تفسیر

وَيۡلٌ لِّكُلِّ هُمَزَةٍ لُّمَزَةِۨ ○١	بڑی ہلاکت ہے ہر بہت طعنہ دینے والے، بہت عیب لگانے والے کے لیے

یعنی: تباہی ہے ہر غیبت کرنے والے اورطعنے دینے والے کے لیے ، سورہ همزه ایک " ہلاکت والے لفظ " سے شروع ہوئی ہے " وَيۡلٌ لِّكُلِّ هُمَزَةٍ لُّمَزَةِۨ"

(c) ketabton.com: The Digital Library

کون ہے ؟ " همزه " مبالغہ کا وزن ہے ، بنیادی طور پر اس لفظ کا معنی ٹو ٹنا ہے ، غیبت کرنے والا شخص، غیر موجود شخص کو اپنی باتوں اورطعنوں سے توڑدیتا ہے، "همزه" ایسے شخص کو کہا جاتا ہے جو لوگوں کے پیٹھ پیچھے غیبت کرے ، " لمزه " ایسے شخص کو کہا جاتا ہے جو آنکھ مار کر ، سر ہلا کر یا اشارہ سے لوگوں کے سامنے کسی کی توہین کرتا ہے ، اس سورہ میں اللہ تعالی نے ولید بن مغیرہ اور اخنس کو دھمکی آمیز لہجے میں سرزنش کی ہے ۔

" همزه " یعنی وہ لوگ جو دوسروں کو نیچا دکھانا چاہتے ہیں ، اس سے کوئی فرق نہیں پڑتا کہ یہ حرکت ان کی زبان سے ہو یا ان کے طرز عمل سے اس قسم کے لوگ اپنی ترقی اور آگے بڑھنے کو دوسروں کی تحقیر و تذلیل اور عیب تلاش کرنے میں سمجھتے ہیں ، وہ دوسروں کی شخصیت کی کردار کشی کرتے ہیں ۔

قرآن عظیم ایسے غیبت کرنے والوں کے بارے میں کہتا ہے : اس کام کی مثال یہ ہے کہ : جیسے کوئی شخص اپنے مرے ہوئے بھائی کا گوشت کھاتا ہے ، تو اپنے دینی بھائی کی شخصیت کو توڑ کر اپنے آپ کو اوپر لے جاتے ہیں خود کو اچھا دکھانے کے لیے اسے برا دکھاتے ہیں ، بعض حالات میں ایسا بھی ہوتا ہے کہ کچھ لوگ اپنی تعریف و تو صیف میں لگ جاتے ہیں، کسی کے لیے اپنی تعریف و توصیف کرنا بری بات نہیں ، لیکن ایسے لوگ ہیں جو دوسروں کی تذلیل اور توھین کرکے اپنی حیثیت اور شخصیت دکھانا چاہتے ہیں ، یعنی دوسروں کو نیچا دکھاکر خود کو مظبوط اور طاقتور ظاہر کرنا چاہتے ہیں ۔

حدیث شریف میں ہے کہ :"شرار عباد الله تعالى المشاؤون بالنميمة، المفسدون بين الأحبة"

ترجمہ: خدا تعالی کے بد ترین بندے وہ چغل خور ہیں جو دوسروں کے باہمی رابطوں اور تعلقات میں خلل ڈالتے ہیں، پاکیزہ اور بے گناہ لوگوں کے عیب تلاش کرتے ہیں۔

الَّذِىۡ جَمَعَ مَالًا وَّعَدَّدَهٗ ۙ‏ ۲	جس نے مال جمع کیا اور گن گن کر رکھا

وہ اپنے جمع کردہ مال کی وجہ سے خوش ہوتا اور فخر کرتا ہے اور یہ سمجھتا ہے کہ اس مال کی وجہ سے اسے دوسروں پر فضیلت او برتری حاصل ہے ، وہ دوسروں کو چھوٹا اور کمتر سمجھتا ہے۔

عالم اسلام کے عظیم مفسر محمد بن جریر طبری نے کہا : یعنی وہ اسی کے اعداد و شمار رکھتا ہے، اور اسے اللہ کی راہ میں خرچ نہیں کرتا ، اور اس

(c) ketabton.com: The Digital Library

سے الله کا حق ادا نہیں کرتا : یہ صرف اسے جمع کرکے اس کی حفاظت کرتا ہے ، (طبری: ۳۰/۸۹) ۔
"اَلَّذِیۡ جَمَعَ مَالًا" جو اپنی تمام تر کوششیں مال جمع کرنے میں صرف کرتا ہے،

"وَّعَدَّدَهٗ" اور یہ کہ وہ ہمیشہ اسے شمار کرتا رہتاہے، ذخیرہ اندوزی کرتا ہے

مال و دولت خرچ کرنے اور صدقہ دینے کے لیے جمع نہیں کرتا ، بلکہ اسے گننے اور لذت کے لیے جمع کرتا ہے، وہ امیر اور سرمایہ دار کہلوانا پسند کرتا ہے ۔

یَحۡسَبُ اَنَّ مَالَهٗۤ اَخۡلَدَهٗ ۳	وہ سمجھتاہے کہ ا س کا مال اسے ہمیشہ رکھے گا

وہ سوچتا ہے اسے اس کا مال ہمیشہ اور دائمی رہنے والا بنائے گا ، اور اس کا خیال ہے کہ وہ کبھی بھی نہیں مرے گا ، اور اس کا مال ہمیشہ اس کے پاس رہے گا ، اس لیے وہ ہمیشہ اپنے مال میں لگا رہے گا ، لیکن وہ یہ بھول گیا ہے کہ قبر میں اس کا مال و دولت اس کا جواب نہیں دے گی ، بلکہ اس کے اعمال صالحہ ہی اس کے مالک کو ہمیشہ کی زندگی میں امر کرتے ہیں ، مال و دولت نہیں، بلکہ عمل کے ساتھ علم اس کے مالک کو ہمیشہ ابدی بنا دیتا ہے۔
مفسرین اس بارے میں لکھتے ہیں کہ شیطان آدم اور حوا کو جنت میں کیسے دھوکہ دینے میں کامیاب ہوا: شیطان نے ان سے دوباتیں کیں ، ایک یہ کہ الله تعالی نے فرمایا : کہ اس درخت کے قریب نہ جانا " اَنۡ تَكُوۡنَا مَلَكَيۡنِ اَوۡ تَكُوۡنَا مِنَ

الۡخٰلِدِيۡنَ"(سورہ اعراف : ۲۰) نہیں چاہتا کہ تم فرشتے بن جاؤ یا ہمیشہ یہاں

رہو، کیونکہ جو کوئی اس درخت کا پھل کھائے گا اسے ہمیشہ کی زندگی ملے گی، اور " ملائکہ " میں سے بن جائے گا ۔
" ملک " وہ شخص جس کے پاس خاص سہولتیں ہوں، اور ملک کی طرح اسے " تملک " حاصل ہو ، کہتے ہیں کہ : ان کو ان دو جملوں کے ساتھ دھوکہ دیا۔
یہ واقعہ قرآن عظیم کی دو آیات میں بیان کیا گیا ہے ، کہ ان دونوں کے ایک ہی معنی ہیں ، ابلیس ایک قول میں کہتا ہے : " يٰۤاٰدَمُ هَلۡ اَدُلُّكَ عَلٰى شَجَرَةِ "(سورہ

طہ : ۱۲۰) ترجمہ : اے آدم : کیا میں تجھے دائمی زندگی کا درخت اور ایسی بادشاہی بتاؤ ں جو پرانی نہ ہو ؟ اس سے معلوم ہوا کہ انسان کے دو محرکات ہیں: جو کسی دوسرے مخلوق کے پاس نہیں ہیں: ایک یہ کہ وہ چاہتا ہے کہ ہمیشہ رہے، اور دوسرا یہ کہ وہ ایسی سہولیات چاہتا ہے جو کبھی ختم نہ

(c) ketabton.com: The Digital Library

ہوں ، اب ان تین آیات کو آخر سے پہلی تک پڑھتے ہیں ، " اَيَحْسَبُ اَنَّ مَالَهٗۤ اَخْلَدَهٗ" انسان سوچتا ہے کہ اس کا مال اسے ہمیشہ رکھے گا، جبکہ جو چیز ہمیں ابدی بنائے گی وہ آخرت کو سنوار نا ہے ، بھلائی اور خیر کی تلاش ہے، خدا کے بندوں کے فائدے کے لیے کام کرنا ہے، سچائی کے پیچھے چلنا ہے، خدا کی نظر میں اپنی قدر و قیمت پیدا کرنا ہے ، یہی چیز انسان کو ابدی بناتی ہے، "وَالْبٰقِيٰتُ الصّٰلِحٰتُ"ہے (سورہ کھف آیت : ۴۶) (یعنی : نیک کام پائیدار ہے) اعمال صالحہ خدا کے نزدیک سب سے اعلی ہیں اور ان میں سب سے زیادہ عزت اور اجر ہے ،

كَلَّا لَيُنْۢبَذَنَّ فِي الْحُطَمَةِ۝۴	ہر گز نہیں، یقینا وہ ضرور حطمہ میں پھینکا جائے گا

"لیکن نہیں" یعنی: ایسا نہیں ہے ہ وہ غافل طعنہ مارنے والا مغرور شص جو اور خود شخص سو چتا ہے ایسا نہیں ہوگا، بلکہ "یقینا" اسے حطمہ میں ڈالا جائےگا" یعنی:وہ اور اس کا مال ایسی آگ میں ڈالے جائیں گے، جو ہر چیز تباہ کردےگی۔
"كَلَّا لَيُنْۢبَذَنَّ " (نبذ) یعنی:گرنا،اور پھینکنا، جس طرح جب کوئی شخص کچرے کے ڈھیر میں کوئی چیز پھینکتا ہے تو وہ بھی اسی طرح "حُطَمَةِ" میں جا گریں گے،"حُطَمَةِ" لغت میں بہ معنی "ھمزہ ہے ، " حُطَمَةِ" کی اصل "حطم" ہے،اور" حطم" یعنی،توڑنا،تحقیر کرنا اور کچلنا یہ لفظ قرآن کریم میں دو جگہ استعمال ہوا ہے، دونوں جگہ اس کا ایک دلچسپ معنی ہے:
ایک تو چیونٹیوں کی زبان سے ہے کہ جب سلیمان اور ان کے سپاہی آرہے تھے تو ایک دوسرے سے کہنے لگے:اپنے گھروں میں جاؤ، تاکہ: "لَا يَحْطِمَنَّكُمْ سُلَيْمٰنُ وَجُنُوْدُهٗ۝" (سورہ نمل۱۸) ایسا نہ ہو کہ سلیمان اور اس کے سپاہی تمہیں روند ڈالیں اور دوسرا موسم کے بارے میں جب پتے، پھول گرجاتے ہیں اور درختوں کی شاخیں"پتوں سے خالی" ہوجاتی ہیں، یعنی موسم خزاں کا ہوا جب درختوں سے خشک پتوں کو الگ کرکے "حُطَمَة" ویرانوں میں پھینک دیتا ہے، یہ بھی اپنی زندگی میں دوسروں کو توڑ دیتے تھے اور روند دیتے تھے، چنانچہ اب وہ خود بھی"حُطَمَة" جو توڑنے والی اور تحقیر کرنے والی ہے میں گر پڑیں گے اور ذلیل ہوں گے۔

(c) ketabton.com: The Digital Library

وَمَآ اَدۡرٰىكَ مَا الۡحُطَمَةُ ؕ۝	اور تجھے کس چیز نے معلوم کرایا کہ وہ حطمہ کیا ہے ؟

استفهام برائے تفخیم، جهنم کی آگ کا حیران کن اور خوفناک تعارف کرانا هے ، گویا جهنم کی کچلنی والی آگ بهی ان چیزوں میں سے هے جنہیں عقل نہیں سمجھ سکتی ۔

نَارُ اللّٰهِ الۡمُوۡقَدَةُ ۙ۝	اللہ کی بھڑکائی ہوئی آگ ہے

یعنی: حُطَمَة بھڑکھائی ہوئی آگ جو کہ رب تعالیٰ کے حکم سے بھڑ کھائی گئی ہے، حدیث شریف میں ہے کہ: ایک ہزار سال تک آگ جلائی یہاں تک کہ وہ بھڑک اٹھی پھر ایک ہزار سال تک جلائی یہاں تک کہ وہ سفید ہوگئی، اور اس کے بعد وہ ایک ہزار سال تک جلائی گئی یہاں تک کہ وہ سیاہ ہوگئی۔

قرآن کریم میں اس مقام کے سوا اور کہیں پر جہنم کی آگ کو اللہ تعالیٰ کی آگ نہیں کہا گیا، اس مقام پر اس کو اللہ کی طرف منسوب کرنے سے نہ صرف اس کی ہولناکی کا اظہار ہوتاہے ، بلکہ اس حقیقت کو بھی ظاہر کرتا ہے کہ جو لوگ دولت اور دنیا سے فائدہ اٹھا کر مغرور اور متکبر ہو جا تے ہیں انہیں اللہ تعالیٰ کس قدر نفرت اور غضب کی نگاہ سے دیکھتا ہے کہ : وہ آگ کہ جس میں وہ اس قسم کے لوگوں کو ڈالے گا اسے خاص اپنی آگ کہاہے، (تفہیم القرآن)

توجہ فرمائیے: جب آگ کی بحث ہوتی ہے، تو ہم انسان اس کی ظاہری اور بیرونی فہم کی طرف دھیان دیتے ہیں جبکہ اس آگ سے جو اکثر ہمارے باطن میں ہے غافل ہیں:

الَّتِىۡ تَطَّلِعُ عَلَى الۡاَفۡـِٕدَةِ ؕ۝	جو دلوں پر چڑھتی ہے

یعنی: حُطَمَة ایسی آگ ہے جس کی جھلسانے والی گرمی دلوں تک پہنچ جاتی ہے، اور اس پر مسلط ہوکر اسے ڈھانپ لیتی ہے، دل کا خاص طور پر ذکر فرمایا ، حالانکہ آگ سارے جسم کو لپیٹ میں لے لیتی ہے، یہ اس لیے کہ دل جسم کا سب سے نازک حصہ ہے، تھوڑی سی اذیت پر سخت تکلیف محسوس کرتا ہے، یا اس لیے کہ دل منحرف ارادوں، بری نیتوں، اخلاقیات اور برے کرداروں جیسے تکبر اور اہل فضل کو نیچا دکھانے کا مقام ہے ۔

مشہور مفسر شیخ قرطبی نے کہا ہے "اَفۡـِٕدَة" کا ذکر خاص طور پر اس لیے گیا کہ جب درد دل تک پہنچتا ہے تو انسان مر جا تا ہے، پھر وہ خود کو حالت مرگ میں پائیں گے مگر مریں گے نہیں، جیسا کہ خدا تعالیٰ نے

(c) ketabton.com: The Digital Library

فرمایا ہے: "لَا يَمُوتُ فِيهَا وَلَا يَحْيٰى" پس وہ لوگ زندہ ہیں، لیکن موت سے بد تر زندگی ہے۔

إِنَّهَا عَلَيْهِم مُّؤْصَدَةٌ ۝۸	یقینا وہ ان پر (ہرطرف سے) بند کی ہوئی ہے

یعنی آگ ہر طرف سے دوذخیوں کو گھیری ہوئی ہوگی اور اس کے دروازے ان پر مکمل بند ہوں گے، اس لیے وہ ہر طرف سےاس کے احاطے میں ہوں گے،اور اس سے نہیں نکل سکیں گے۔

فِي عَمَدٍ مُّمَدَّدَةٍ ۝۹	لمبے لمبے ستونون میں

یعنی وہ مضبوط اور لمبے ستونوں میں گھرے ہوئے ہیں، تا کہ کبھی بھی اس سے نہ نکل سکیں، اس سے بھاگنے کا راستہ بھی نہیں ہے، ستونوں کے لمبے ہونے سے معلوم ہوتا ہے کہ وہ لا متناہی وقت تک وہاں رہیں گے۔
مفسرین کہتے ہیں کہ ؛ ان پر دروازے بند ہوں گے، اور اس کا مرکزی ستون جو لوہے کا ہے، کیلوں سے مضبوطی سے جما ہوا ہے، اس سے بھا گنا نا ممکن ہے۔
"مُّؤْصَدَةٌ" یعنی: ایسی چیز جس سے الگ ہونا ممکن نہ ہو۔

کیا اسلام میں مال دولت جمع کرنا حرام ہے؟

قابل غور بات یہ ہے کہ دین اسلام نے مال و اسباب جمع کرنے سے قطعی طور پر منع نہیں کیا ہے، اور ذخیرہ شدہ مال کے مالک کو سخت تنبیہ بھی کی گئی ہے،لیکن اگر وہ اپنے مال کی زکوۃ ادا کرے تو اس میں کوئی حرج نہیں ، چاہے اس نے حلال طریقے سے کتنا ہی جمع کیوں نہ کیا ہو۔
البتہ جو لوگ اپنے مال کی زکوۃ ادا نہیں کرتے ان کے بارے میں رب العزت ارشاد فرماتا ہے ؛ "وَالَّذِينَ يَكْنِزُونَ الذَّهَبَ وَالْفِضَّةَ وَلَا يُنفِقُونَهَا فِي سَبِيلِ اللَّهِ ۝ فَبَشِّرْهُم بِعَذَابٍ أَلِيمٍ ۝۳۴"(سورہ توبہ:۳۴) ترجمہ: "جو لوگ سونا اور چاندی جمع کرتے ہیں اور راہ خدا میں خرچ نہیں کرتے، ان کو درد ناک عذاب کی خوشخبری سنا دو"۔
ابو داؤد میں حضرت ام سلمہؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: " مَا بَلَغَ أَنْ تُؤَدَّى زَكَاتُهُ فَزُكِّيَ فَلَيْسَ بِكَنْزٍ" "جس کا مال زکوۃ کی حد تک پہنچ جائے، اس کی زکوۃ ادا کی جائے ، پس وہ کنز نہیں ہے"۔
کنز : ہر وہ چیز جو جمع کرکے ذخیرہ کیا جائے، مال اکٹھا کرنا۔
امام مالک "مؤطا" (۵۹۵) عبداللہ بن دینار سے روایت کرتے ہیں کہ اس نے کہا:"سَمِعْتُ عَبْدَ اللَّهِ بْنَ عُمَرَ وَهُوَ يُسْأَلُ عَنِ الْكَنْزِ مَا هُوَ فَقَالَ هُوَ الْمَالُ الَّذِي لَا تُؤَدَّى مِنْهُ الزَّكَاةُ "۔

(c) ketabton.com: The Digital Library

ترجمہ: " میں نے سنا کہ عبداللہ بن عمر سے کنز کے بارے میں پوچھا گیا کہ کنز کیا ہے ؟ انہوں نے کہا : وہ مال ہے جس کی زکوۃ ادا نہ کی گئی ہو" امام بخاری ؒ خالد بن اسلم سے روایت کرتے ہیں کہ اس نے کہا : "خَرَجْنَا مَعَ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا، فَقَالَ أَعْرَابِيٌّ: أَخْبِرْنِي عَنْ قَوْلِ اللَّهِ: وَالَّذِينَ يَكْنِزُونَ الذَّهَبَ وَالْفِضَّةَ، وَلَا يُنْفِقُونَهَا فِي سَبِيلِ اللَّهِ (التوبة: 34) قَالَ ابْنُ عُمَرَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا: مَنْ كَنَزَهَا، فَلَمْ يُؤَدِّ زَكَاتَهَا فَوَيْلٌ لَهُ، إِنَّمَا كَانَ هَذَا قَبْلَ أَنْ تُنْزَلَ الزَّكَاةُ، فَلَمَّا أُنْزِلَتْ جَعَلَهَا اللَّهُ طُهْرًا لِلْأَمْوَالِ. بخاري (1404)-

ترجمہ: ہم عبداللہ بن عمر ؓ کے ساتھ باہر گئے، ایک اعرابی نے ان سے پوچھا: اس آیت کے بارے میں مجھے بتاؤ : "وَالَّذِينَ يَكْنِزُونَ الذَّهَبَ وَالْفِضَّةَ، وَلَا يُنْفِقُونَهَا فِي سَبِيلِ اللَّهِ "ابن عمرؓ نے کہا : " جس نے سونا اور چاندی جمع کی اور اس کی زکوۃ نہیں دی، پس اس پر افسوس ہے ، اور یہ اس وقت سے متعلق ہے جب زکوۃ فرض نہیں ہوئی تھی ، جب زکوۃ فرض ہوئی تو خدا تعالی نے اسے (یعنی زکوۃ کو) مال کی پاکی کا سبب قرار دیا"۔

عبد الرزاق نے " مصنف " (۷۱۴۱) میں عبیداللہ بن عمر نے نافع سے اور اس نے ابن عمر سے روایت کیا ہے کہ اس نے کہا : "ما أدى زكاته فليس بكنز وإن كان تحت سبع أرضين، وما كان ظاهرا لا يؤدى زكاته فهو كنز "یعنی : "جس کی زکوۃ ادا کی گئی وہ کنز میں شمار نہیں ہوگا ، اگر چہ اسے سات زمینوں کے نیچے (ذخیرہ اور چھپا یا گیا) ہو ، اور جو مال ظاہر ہے اگر اس کی زکوۃ ادا نہ کی گئی ہو وہ کنز ہے"۔

مختصر یہ کہ جس چیز کو حرام کہا گیا اور جس کے بارے میں سخت تنبیہ کی گئی ہے وہ ایسا مال ہے (یعنی وہ جمع شدہ مال ہے) جس کی زکوۃ ادا کی گئی ہو، یا وہ مال جو حد نصاب کو نہیں پہنچاہو، اسے کنز میں شمار نہیں کیا جائے گا، اسلام نے مال جمع کرنے کو حرام نہیں کہاہے، بلکہ اس کی زکوۃ ادا نہ کرنے کو حرام کہا ہے۔

غیبت اور اس کا کفارہ

غیبت کا شمار شریعت میں کبیرہ گناہوں میں ہوتا ہے، اور غیبت کرنے والا شخص خدا کے سامنے زیر عتاب ہوگا ، اس گناہ کی سنگینی دو وجہ سے ہے:

1 - یہ گناہ انسانی حقوق کی خلاف ورزی ہے اس لیے یہ زیادہ خطرناک ہے ، کیونکہ یہ لوگوں پر ظلم کی ایک قسم ہے۔

(c) ketabton.com: The Digital Library

2 - غیبت کرنا لوگوں کے لیے بہت آسان ہے،سوائے اس کے جس پر اللہ تعالی رحم فرمائے، جبکہ یہ گنا ہ خدا کے نزدیک کبیرہ اور قابل نفرت ہے،

لہذا ایک مسلمان کو چاہیے کہ وہ زبان کی اس آفت سے محتاط رہے، اور اپنے آپ کو اس کبیرہ گناہ سے بچائے، مسلمانوں کی غیبت کا عادی بننے سے غیبت کرنے والے کے گناہوں کا بوجھ بڑھےگا ، اور اس کی تلافی یقینا دشوار اور مشکل ہے ، کیونکہ ان میں سے اکثر گناہوں کا شمار لوگوں کے حقوق سے ہوتا ہے ، البتہ غیبت کے کفارہ کے بارے میں چند اہم باتوں کی طرف توجہ کرنا ضروری ہے:

پہلا: غیبت کا کفارہ ، خیر کی دعا کرنا ، خدا سے بخشش اور استغفار اس آدمی کے لیے جس کی غیبت کی گئی ہے۔

دوسرا: دعا اور استغفار اس کے لیے جس کی غیبت ہوئی ہے کفارہ کے لحاظ سے کافی نہیں ہے، کیونکہ اصول یہ ہے کہ گناہوں سے اس وقت تک پاک نہیں ہوسکتا جب تک سچی توبہ نہ کرے، اور خلوص دل سے پشیمانی کا اظہار نہ کرے، اورگناہوں کی طرف واپس نہ جانے کا عزم کرے، اس کے بعد امید ہے کہ اللہ تعالی اس کی توبہ قبول فرمائے اور اس کے گناہ معاف فرمائے۔

جس کے ساتھ ظلم ہوا ہے یا حق تلفی ہوئی ہے جب تک وہ معاف نہ کرے تو گناہ معاف نہ ہوگا ، اس کی دلیل رسول اللہ ؐ کی صحیح حدیث ہے جس میں فرمایا :" مَنْ كَانَتْ لَهُ مَظْلَمَةٌ لِأَخِيهِ مِنْ عِرْضِهِ أَوْ شَيْءٍ فَلْيَتَحَلَّلْهُ مِنْهُ الْيَوْمَ قَبْلَ أَنْ لَا يَكُونَ دِينَارٌ وَلَا دِرْهَمٌ، إِنْ كَانَ لَهُ عَمَلٌ صَالِحٌ أُخِذَ مِنْهُ بِقَدْرِ مَظْلَمَتِهِ، وَإِنْ لَمْ تَكُنْ لَهُ حَسَنَاتٌ أُخِذَ مِنْ سَيِّئَاتِ صَاحِبِهِ فَحُمِلَ عَلَيْهِ"(بخاری : ۲۴۴۹)، ترجمہ: " اگر کسی شخص کا ظلم کسی دوسرے کی عزت پر ہو یا اور کسی طریقہ (سے ظلم کیا ہو) تو آج ہی اس دن کے آنے سے پہلے معاف کرالے جس دن نہ دینار ہوں گے ، نہ درہم ، بلکہ اگر اس کا کوئی نیک عمل ہوگا تو اس کے ظلم کے بدلے میں وہی لیا جائے گا ، اور اگر کوئی نیک عمل اس کے پاس نہیں ہوگا ، تو اس (مظلوم) کی برائیاں اس پر ڈال دی جائیں گی "۔

اس حدیث میں لوگوں سے معافی مانگنے اور ان کی وفات سے پہلے ظلم کی تلافی کرنے کی بات کی گئی ہے ، کیونکہ قیامت کے دن نا انصافیوں کا معاوضہ نیکیوں سے ادا کرنا پڑے گا ، نہ کہ درہم اور دینار سے ، سچ یہ ہے کہ یہ نقصان حقیقی ہے۔

(c) ketabton.com: The Digital Library

تیسرا : یہ کہ جو شخص غیبت کے گناہ سے چھٹکارا چاہتا ہے اسے چاہیے کہ اس سے معافی مانگنے کی بھر پور کوشش کرے جس کی اس نے غیبت کی ہے ، یعنی اس سے نرم الفاظ میں معافی تلافی اور معذرت کرے ، جتنا ہوسکتا ہے اس میں کوشش کرے ، خواہ اس کا دل جیتنے کے لیے اس کےلیے قیمتی تحائف دینا ہی کیوں نہ پڑے ، علما ءنے یہ تمام کام اس بندے کو راضی کرنے کے لیے جائز قرار دیے ہیں ، لیکن سلف صالحین اور اہل علم فقہا میں سے بہت سوں نے یہ رائے دی ہے کہ اگر غیبت کے معاملے میں معافی مانگنے سے کوئی بڑا فتنہ برپا ہونے کا اندیشہ ہو مثال کے طور پر دوسرے فریق کے غصہ بھڑ کانے اور قطع صلہ رحمی رشتے ختم کرنے کا سبب بن سکتا ہو، یا دلوں کو بغض اور کینہ سے بھر دیتا ہو تو اس صورت میں اکثر علماء نے معافی طلب کرنے کو ترک کرنے کی اجازت دی ہے، اس حالت میں جس کی غیبت ہوئی ہے اس کے پاس جانے کی ضرورت نہیں ، امید ہے کہ اس کی دعا کرنے، اور اس کے لیے اللہ سے بخشش مانگنے اور استغفار کرنے سے اس کے لیے اللہ کے ہاں اس غیبت کا کفارہ ہو۔

البتہ بعض اہل علم نے کہا ہے کہ غیبت کا گناہ اس وقت تک پاک نہیں ہوگا جب تک کہ جس کی غیبت کی گئی اس سے معافی نہ مانگے اور توبہ نہ کرے ، اور اس کے لیے کوئی کفارہ نہیں ہے، دعا اور استغفار غیبت کا گناہ نہیں مٹا سکتا، البتہ علماء کی اسی جماعت نے کہا ہے کہ اگر وہ شخص جس کی غیبت ہوئی ہے غائب ہو، یا فوت ہوگیا ہو تو اس صورت میں اس کے لیے دعا اور استغفار کرنا جائز ہے ۔

مختصر یہ کہ جس کی غیبت ہوئی ہے اس کے لیے خدا سے معافی مانگنا ایک وقتی، اضطراری عذر ہے جو بوقت ضرورت کیا جاتا ہے، شریعت نے خرابیوں اور مفاسد کو دور اور مصلحتوں کے حصول کے لیے ضرورت کی صورت میں اسے مد نظر رکھا ہے، لهذا مذکورہ بالا تفصیل کے مطابق ان لوگوں کی غلطی اور غلط فہمی ظاہر ہو جاتی ہے جو مسلمانوں کی غیبت کرنے میں بے احتیاطی سے کام لیتے ہیں اس امید پر کہ دعا اور استغفار اللہ کے نزدیک اس کے کیے ہوئے غیبت کے کفارے کے لیے کافی ہے، جبکہ وہ نہیں جانتے کہ ان کا یہ تصور چند وجوہات کی بنا پر غلط ہیں:

1 - وہ بھول گئے ہیں کہ توبہ کی بنیادی شرط توبہ، پیشمانی اور اخلاص سے اللہ کی طرف رجوع ہے، بہت سے لوگ اس شرط کو پورا کرنے میں کامیاب نہیں ہوتے۔

(c) ketabton.com: The Digital Library

2 - در حقیقت لوگوں کے حقوق کی تلافی کا اصول یہ ہے کہ ان سے معاف کرانے کی بھر پور کوشش کی جائے، اگر فرض کیا جائے کہ اس کو اطلاع دینے میں (جس کی غیبت کی گئی ہے) کسی بڑے فساد کا اندیشہ ہو، تو اس صورت میں اس سے معافی مانگنے کے بجائے اس کے حق میں دعاء اور استغفار کیا جائے تو اس کے لیے کافی ہوگا، ورنہ اصول یہ ہے کہ جس پر ظلم ہوا ہے اس کے پاس جاکر اس سے در گذر کرنے کی استدعاء کی جائے۔

3 - اگر وہ شخص جس کی غیبت کی گئی ہے کسی اور کے توسط سے اطلاع پائے کہ اس کی غیبت کی گئی ہے، تو اس صورت میں غیبت کرنے والے کے لیے لازمی ہےکہ براہ راست اس کے پاس جائے اور اس سے معافی مانگے، اس لیے کہ ممکن ہے کس کی غیبت کی گئی ہے اس کے دل کی تکلیف اور ناراضگی ختم ہوجائے اور وہ معاف کردے، اگر وہ معاف نہ کرے تو اس صورت میں غیبت کے گناہ سے نجات اور خلا صی پانے کے لیے اس شخص کے حق میں دعا اور استغفار کے علاوہ اور کوئی راستہ نہیں ہے۔

4 - دعا کا طریقہ اس کے لیے دعا کرتے وقت اس کا نام لیکر دعا کرے، اس کے علاوہ وہ خود کو بھی دعا میں شامل کرے، مثلا کہے کہ : "اللهم اغفرلی ولفلان:" اے پروردگار! مجھے اور فلان کو (جس کی غیبت کی گئی ہے) بخش دے :" اللهم تجاوزعنا وعنه" اے پروردگار! میرے اور اس کے گناہ سے در گذر فرمادے ، کوشش کرنی چاہیے کہ دعاء قبولیت کے اوقات میں نیت کے اخلاص اور سچائی کے ساتھ کی جائے، اور دعا باربار دہرائی جائے ۔

5 - یہ بتانا ضروری ہے کہ دعا اور استغفار کا مقصد در حقیقت کسی برے کام کو دور کرنا اور اچھے کاموں سے اس کا تبادلہ کرنا ہے، اس مقصد تک پہنچنے کے لیے (برے عمل کے اثر اور اس گناہ کو ختم کرنے کے لیے) لازمی ہے کہ دعاء اور استغفار کرے، اس مقصد کے لیے کوئی اور عمل نہ کیا جائے، ہاں البتہ ہر قسم کے نیک اعمال کیے جاسکتے ہیں، اور اس کا ثواب غیبت کیے گئے شخص کو ہدیہ کیا جاسکتا ہے، جیسے اس کے بدلے صدقہ دینا، یا اس کی مدد کرنا، اور سختیوں اور مصیبتوں میں اس کا ساتھ دینا وغیرہ، کہ یہ اعمال ان مصائب کی جگہ لے لیں گے جو اس پر آئے ہیں۔

شیخ الاسلام ابن تیمیہ ؒ فرماتے ہیں : مظلوم کا حق صرف توبہ کرنے سے ساقط نہیں ہوتا، اس لیے کہ یہ حق ہے، اس معاملے میں کسی کو نا حق قتل

(c) ketabton.com: The Digital Library

کرنے والا اور دوسرے پرظلم روا رکھنے والا ان کے درمیان کوئی فرق نہیں ہے، پس جو آدمی ظلم سے توبہ کرے تو صرف توبہ سے مظلوم کا حق ساقط نہیں ہوگا، بلکہ توبہ مکمل کرنے کے لیے ضروری ہےکہ اس کی تلافی کرے، اس چیز کے ساتھ کہ اس نے اس پر جوظلم کیا ہے، اگر وہ اس برائی اور نا انصافی کی تلافی دنیا میں نہ کرے تو اسے آخرت میں ضرور تلافی کرنی ہوگی، پس اس توبہ کرنے والے ظالم کے لیے لازمی ہے کہ بہت ساری نیکیاں کرے، تاکہ اگر مظلوم آخرت میں اس سے اپنا حق واپس لے لے، تو وہ مفلس نہ رہے، البتہ اگر خدا خود مظلوم کی تلافی کرناچاہے، تو یہ اس کے فضل و کرم سے دور نہیں، وہ جس طرح چاہے شرک کے علاوہ ہرگناہ معاف کردیتا ہے .

ترمذی میں ایک حدیث جسے صحیح یا حسن کہاگیاہے اس میں آیا ہےکہ: " إذا كان يوم القيامة فإن الله يجمع الخلائق فى صعيد واحد، يسمعهم الداعى وينفذهم البصر، ثم يناديهم بصوت يسمعه من بعد كما يسمعه من قرب، أنا الملك، أنا الديان، لا ينبغي لأحد من أهل النار أن يدخل النار وله عند أحد من أهل الجنة حق حتى أقصه منه، ولا ينبغي لأحد من أهل الجنة أن يدخل الجنة ولأحد من أهل النار عنده حق حتى أقصه منه " -

ترجمہ: " جب قیامت کا دن آئےگا تو خدا تعالی تمام مخلوق کو ایک زمین پر جمع کرے گا، ایک داعی ان سب کو پکارے گا جسے دور اور قریب سے ہر کوئی سن سکے گا، اور خدا تعالی فرمائے گا: میں دیّان (فیصلہ کرنے والا) ہوں ، جہنمیوں میں سے کسی کے لیے مناسب نہیں کہ وہ جہنم میں داخل ہو، جبکہ اس کا اہل جنت میں سے کسی ایک پر حق ہے، جب تک کہ وہ اپنا حق اس سے وصول نہ کرے، اور اہل جنت میں سے کسی کے لیے یہ مناسب نہیں کہ وہ جنت میں داخل ہو جب کہ اس کا اہل دوزخ میں سے کسی ایک پر حق ہے، جب تک وہ اپنا حق اس سے حاصل نہ کرے".

صحیح مسلم میں ابو سعید خدریؓ سے حدیث مروی ہے کہ: "أن أهل الجنة إذا عبروا الصراط وقفوا على قنطرة بين الجنة والنار، فيقتص لبعضهم من بعض، فإذا هذبوا ونقوا أذن لهم فى دخول الجنة " ترجمہ: "یعنی جب جنتی راستے سے گزریں گے تو جنت اور جہنم کے درمیان ایک پل پر کھڑے ہوں گے، اور ان میں سے بعض دوسرے سے بدلہ لیں گے اور جب وہ (گناہوں سے) پاک ہوجائیں گے اور بدلہ لیا جائے گا تو انہیں جنت میں داخل ہونے کی اجازت دی جائے گی ".

(c) ketabton.com: The Digital Library

خدا تعالی فرماتا ھے: "وَلَا يَغۡتَب بَّعۡضُكُم بَعۡضًاۚ۝ " (الحجرات: 12) ترجمه: "اور نہ کوئی کسی کی غیبت کرے".
اور فرمایا: "أَيُحِبُّ أَحَدُكُمۡ أَن يَأۡكُلَ لَحۡمَ أَخِيهِ مَيۡتٗا فَكَرِهۡتُمُوهُۚ۝ وَٱتَّقُواْ ٱللَّهَۚ۝ إِنَّ ٱللَّهَ تَوَّابٞ رَّحِيمٞ۝١٢ " (الحجرات :12) ترجمه: "کیا تم میں سے کوئی اس بات کو پسندکریگا کہ اپنے مرےہوئے بھائی کا گوشت کھائے اس سے تو تم ضرور نفرت کروگے (توغیبت نہ کرو) اور خدا کا ڈر رکھو بیشک خدا توبہ قبول کرنے والا مہربان ہے ".
اس آیت میں الله تعالی غیبت کرنے والوں کو توبه کرنے کی تاکید فرماتاھے، لیکن اگر وه غیبت کرے یا بهتان لگائے ، لیکن مظلوم کو اس کا علم نه هو، تو اس صورت میں بعض علماء نے کهاھے کہ: ظالم کے لیے توبه کی شرطوں میں سے ایک شرط یه ھے : که وه مظلوم کو سے واضح طور پر کهے که اس کی غیبت کی ھے، اس کو اطلاع دے ، اور بعض نے کها ھے که اس کو اطلاع دینا شرط نہیں ھے، ضروری نهیں ھے، اکثر علماء کا یهی قول ہے، یه دونوں اقوال امام احمد سے منقول هیں، لیکن ا ن کی رائے ہے کہ اس صورت میں ظالم کو چاهیے مظلوم کے لیے نیک اعمال کرے، جیسے: اس کے لیے دعا او راستغفار کرنا، اور نیک عمل کرنا اور اس کا ثواب اس کے لیے دینا ، یه چیزیں غیبت اور بهتان کی تلافی اور کفاره کے طور پر هونگی، حسن بصری نے کها: غیبت کا کفاره یه ھے که جس کی غیبت کی گئی ھے اس کے لیے استغفار کرے (مجموع الفتاوی: 178/18 -189) .
مختصر یه که سب سے پهلے ایک متقی مسلمان کو چاهیے که وه اپنی زبان اورگفتگو میں احتیاط کرے، اور اپنی زبان کو مسلمانوں کی غیبت اور برائی میں استعمال نه کرے، تا که اس کے گناهوں کا بوجھ نه بڑھے ، لیکن اگر وه اس کبیره گناه کا ارتکاب کرتاھے، تو اسے چاہیے کہ سب سے پهلے سچی توبه کرے، اور اس مسلمان کی غیبت کرنے سے دل سے ندامت محسوس کرے، اس کے بعد اصول ھے که اگر ممکن هو تو غیبت کیے گئے شخص کے پاس جاکہ اس سے معافی مانگے ، اگر ممکن هو تو کسی طریقے سے اس کا دل جیت لے ، تا که وه اسے معاف کرے، اگر اس کو اطلاع دینے سے کسی بڑے فتنے یا شر کا امکان هو، او راس کے غصے میں اضافے کا اندیشہ ہو رشته داری ختم کرنے کا احتمال هو ، تو اس صورت میں بعض علماء نے کهاھے که ضروری نهیں ھے که اس سے کچھ کهے، بلکه اس کے لیے خدا سے دعاء اور مغفرت کرنا کافی

(c) ketabton.com: The Digital Library

ھے، یا اس کے لیے نیک اعمال اور صدقه کرے ، اس کا ثواب اسے هدیه کرے، بعض دوسرے علماء نے کھا ھے که: اس سے معافی مانگنا واحد راسته ھے، سوائے اس کے که وہ فوت هوگیا هو، یا غائب هو تو اس صورت میں اس کے لیے دعا اور استغفار کرے، لیکن اکثر علماء کی رائے یه ھے که اس حالت میں غیبت کیے گئے شخص کے پاس جانے اور اس کو اطلاع دینے کی ضرورت نهیں، بلکه اس کی بھلائی کی دعا کرے اوراپنے لیے بھی بخشش مانگے ، امید ھے که یہ اس کے لیے کفایت کرے اور اس کے گناہ مٹ جائیں ۔

چغل خوری

زبانی برائیوں میں سے ایک جو ا سلام میں اخلاقی برائی سمجھی جاتی ھے، وہ چغل خوری ھے، چغل خوری اس کو کھا جاتاھے کسی کی کھی هوئی بات کو اس کے پیٹھ پیچھے کسی اور کے سامنے دھرایا جائے ، مثلاً کھے که: فلان نے تیرے بارے میں ایسی بات کھی ، یا تیرے متعلق ایسی ایسی باتیں کیں۔

حذیفهؓ ایک حدیث میں فرماتے هیں که رسول الله صلی الله علیه وسلم نے فرمایا: " چغل خور کے لیے جنت میں کوئی جگه نهیں ھے" (فتح الباری : 474/10) .

نبی صلی الله علیه وسلم سے پوچھا گیا: " أيُّ الإسلامِ أفضل؟ فقال رسول الله صلى الله عليه وسلم: مَنْ سلم المسلمون من لسانه ويده" (متفق عليه) ترجمه: کونسا اسلام بهتر ھے؟ آپ نے فرمایا: "جس کے هاتھ اور زبان سے مسلمان محفوظ رهیں" ، مؤمنین کی خصوصیات میں سے ایک یه ھے که وہ اپنی زبان کو دوسروں کی عزت وتکریم میں داخل هونے سے روکے، اور لغوباتوں سے اجتناب کرے، رسول الله صلی الله علیه وسلم نے فرمایا: "من كان يؤمن بالله واليوم الآخر فليقل خيرًا أوليصمت" (متفق علیه) یعنی: "جو شخصی الله پر اور آخرت کے دن پر ایمان رکھتاھے اسے چاهیے که اچھی بات کهے ورنہ خاموش رهے"۔

جو اپنی زبان کی حفاظت نهیں کرتا، ا و رکسی کی خبر یا باتیں کسی او ر کے سامنے کھتاھے، تو یه تعلقات کو توڑنے او رلوگوں کے درمیان نفرت اور دشمنی کی آگ بھڑکانے کا سب سے بڑا او راهم سبب بنتاہے، خدا تعالی نے بھی چغل خور کی مذمت کی ھے فرمایا: "وَلَا تُطِعْ كُلَّ حَلَّافٍ مَّهِينٍ * هَمَّازٍ مَّشَّاءٍ بِنَمِيمٍ " سوره قلم : 10 – 11). ترجمه: "اور کسی ایسے شخص

(c) ketabton.com: The Digital Library

کے کہے میں نہ آجانا جو بہت قسمیں کھانے والا ذلیل طعنہ دینے والا چغل خور ہے"۔

ابن عباس ؓ فرماتے ہیں کہ: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مدینہ کے ایک باغ کے پاس سےگرزرھے تھے وھاں آپ نے دو آدمیوں کی آوازیں سنیں، جنھیں قبر میں عذاب دی جارھی تھی، آپؐ نے فرمایا: " ان دو بندوں کو عذاب دیا جارھا ھے، البتہ یہ کسی بڑے گناہ کی وجہ سے نہیں ھے، پھر آپؐ نے فرمایا: ھاں! ان کا گناہ بہت بڑا ھے، ان میں سے ایک اپنے پیشاب سے نہیں بچتا تھا، اور دوسرا چغل خوری کرتاتھا" (فتح الباری: 317/1).

چغل خور کے متعلق ھمارا فرض کیا ھے؟

خدا تعالی فرماتا ھے: " ۰ؕ اِنَّ السَّمْعَ وَالْبَصَرَ وَالْفُؤَادَ كُلُّ أُولَٰٓئِكَ كَانَ عَنْهُ مَسْئُولًا ۳۶ (اسراء : ۳۶)" ترجمہ: " یقینا کان اور آنکھ اور دل ان سب (جوارح) سے ضرور باس پرس ہوگی" ۔

اسی طرح فرماتا ھے: "يَٰٓأَيُّهَا الَّذِينَ اٰمَنُوٓا اِنْ جَآءَكُمْ فَاسِقٌۢ بِنَبَاٍ فَتَبَيَّنُوٓا اَنْ تُصِيبُوا قَوْمًا بِجَهَالَةٍ فَتُصْبِحُوا عَلٰى مَا فَعَلْتُمْ نٰدِمِينَ ۶ " (سورہ حجرات:6) ترجمہ: "مؤمنو! اگر کوئی فرمان تمہارے پاس کوئی خبر لے کر آئے تو خوب تحقیق کرلیا کرو (مبادا) کہ کسی قوم کو نادانی سے نقصان پہنچادو پھر تم کو اپنے کیئے پر نادم ہونا پڑے"۔

جب بھی کو ئی فاسق آدمی کوئی خبر لے کر آئے تو اس کے بارے میں تحقیق کرنی چاھیے ، اور صرف اسے سن کر فورًا یقین کر کے اقدام نہ کیا جائے ، کیونکہ تحقیق نہ کر نا او با ت کو سن کر بلا تحقیق یقین کرنا بہت بڑے نقصان کا باعث ہوتاھے، یہ انسان کے لیے گناہ کا مرتکب ہونے کا سبب بنے گا، کیونکہ اگر اس کی خبرکو کسی عادل اور دیانت دار کی خبر کی طرح مان لیا جائے تو اس کے تقاضوں کے مطابق فیصلہ کیا جائے گا، پھر جان و مال ناحق ضائع ھوجائیں گے ، جس سے ندامت اور پشیمانی ھوگی، بلکہ کسی فاسق کی خبر سن کر اس کی تحقیق کرنی چاھیے ، پھر اگر وجوھات و علامات اس کی صداقت اور سچائی پر دلالت کریں تو اس پر عمل کیاجائے اور اس کی تصدیق کی جائے ، اگر دلائل وقرائن اس کے جھوٹا ھونے پر دلالت کریں تو اس کی تردید کی جائے ۔

(c) ketabton.com: The Digital Library

چغل خورسے متعلق هوشیار رهنا

اگر چغل خور آدمی کسی کے لیے کوئی خبر لاتاهے ، تو اس خبر کو سنتے هوئے ذیل کے نکات کو لازمی مد نظر رکھنا چاهیے :

1 - چغلی والے آدمی کی بات کو نهیں ماننا چاهیے اور اس کی تصدیق نهیں کرنی چاهیے۔

2 - اس کو نصیحت کرکے اس عمل سے منع کرنا چاهیے .

3 - اپنے غیرموجود بهائی کے متعلق برا گمان نهیں رکھنا چاهیے .

اسے خود کو اس بات کی اجازت نهیں دینا چاهیے که چغل خور کی بات کسی اور کے سامنے دهرائے، یعنی یه نهیں کهناچاهیے که فلان نے ایسا کها، کیونکه ایسا کر کے وه خود بهی چغل خور بن جائے گا .

هرچیز کو سن کر اسے بیان نهیں کرنا چاهیے ، کیونکه بنی صلی الله علیه وسلم نے فرمایا: "كفى بالمرء إثماً أن يحدث بكل ما سمع " (روا ه مسلم (5)) یعنی: " ایک شخص کے گنهگار هونے کے لیے یهی کافی هے که جو کچھ اس نے سن لیا اسے بیان کرے" یه وه مسائل هیں که اگر انسان دل وجان سے انهیں سمجھ لے، تو دوسروں کو چغل خوری کے لیے کوئی موقع باقی نهیں رهے گا، لیکن افسوس کے ساتھ کهنا پڑتاهے کہ آج کل معامله برعکس هے .

1 - ایک مسلمان شخص کے متعلق چغل خور، غیبت کرنے والے اور برائی کرنے والے کی بات کو دهیان سے سنتے هیں .

2 - نه صرف غیبت کو کان لگاکر سنتے هیں ، بلکه غیبت سننے سے لطف اندوز هوتے هیں، اور ساتھ ساتھ اس بات کو پسند کرتے هیں که جس کی غیبت هورہی ہے اس کے بارے میں مزید بُری باتیں سُنیں۔

3 - سننے کے علاوه ، وه خود بهی اس شخص کے ایسی باتوں کا ذکر کرنے لگتے هیں که جو اس کو ناپسند هیں، اس طرح غیبت سننے کے علاوه خود بهی غیبت میں مشغول هوجاتے هیں .

4 - چغل خور کی باتوں کی تائید بلکه اس کی تحسین بهی کرتے هیں، اور ایک اور غیر موجود مسلمان پر طعن کرتے هیں۔

صدق الله العظیم وصدق رسوله النبی الکریم

Get more e-books from www.ketabton.com
Ketabton.com: The Digital Library